اور اپنے خزانۂ رحمت سے مزید نیکیاں عطا کرے ۔ رانا صاحب اس مرحلے میں جس خاص قسم کی تنہائی سے دوچار ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس صابر بندے کو اس سے بخوبی عہدہ برآ کرے اور ان کی اولاد ان کے لیے بھی اور دین کے لیے بھی نیک ثابت ہو ۔ آمین ۔

متذکرہ واقعات سے بڑھ کر جو درد مولانا محمد رفیع کی رحلت سے پہنچا ۔ انہوں نے ۷۶ برس کی عمر میں ۳ نومبر کو کراچی میں آخری سانس لی ۔ مرحوم عرصہ سے فالج اور عارضۂ قلب میں مبتلا تھے ۔
تقسیم ہند سے قبل ٹونک کے اجتماع کے موقع پر جماعت سے وابستہ ہوئے ۔ قیامِ پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں جماعت کے کام کی ذمہ داری مولانا پر ڈالی گئی ۔ وہاں وہ ۱۹۵۲ء تک امیر رہے ۔ کراچی واپس آنے کے بعد وہاں قیمِ جماعت کی ذمہ داری سنبھالی ۔ ۱۹۵۹ء میں میونسپل کارپوریشن کے رکن بھی منتخب ہوئے ۔ ۱۹۶۲ء میں انہیں مشرقی افریقہ (نیروبی) بھیجا گیا ۔ جہاں وہ چار سال تک رہے ۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کا بار بھی سنبھالا ۔
مولانا مرحوم بہت ہنس مکھ بھی تھے اور سنجیدہ و متین بھی ۔ اولین نظر ہی سے ان کی وجاہت بڑا اثر ڈالتی ۔ اندازِ تکلم خوبصورت تھا ۔ اردو بڑی مؤثر ۔ کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا جو باعثِ اعزاز ہے ۔
قومی اسمبلی کے سابق رکن مظفر ہاشمی مولانا کے فرزند تھے ۔
اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے اور اہل و عیال و خاندان کو صبر بھی دے اور ان کے جذبۂ دینی کا وارث بھی بنائے ۔ آمین !